OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

عہد اسلام کے چند منتخب شعرا کی شاعری کا جائزہ

A Review of the Poetry of a few Selective Poets of the Islamic Era

Abdul Rehman Sajid

Doctoral Candidate, Institute of Islamic Studies, University of Punjab Lahore

Asad Ali

M.Phil. Islamic Studies, Institute of Islamic Studies, University of Punjab Lahore

Ali Usman

Doctoral Candidate/ Visiting lecturer Islamic Studies, GC University Lahore

Abstract

The topic of this research based on the critical analysis of a few selected poets of Islamic Era. This is a historical and narrative way of research. It aims to introduce and analyze the literary work of the ancient Muslim poets who contributed in the literary history of the world. The history of Arabic language (literature) covers a long period. The Arabs were famous for their poems, sermons, etc. Based on this, they used to call other nations dumb and deaf. In the Arab region, poetry singing, chanting, and rhyming were permanent arts. The Arab people used to say that such fine weight and rhyme did not exist in any other region of the world. There are such instances in imagery, metaphor, and simile that the human mind is stunned. The first formal beginning of poetry in Arabia is found with Amr al-Qais, after which other poets also made their mark. After the poets, comes the period of veterans, after this comes the era of the Islamic poets (the Umayyad era). Some Islamic poets will be mentioned in this magazine. His brief life circumstances will be described, and the characteristics of his poetry will be clarified. An example will be given with each feature. There will be an introduction to the poets in

an easy-to-understand manner. This article also consists abstract, key words, Data analysis, conclusion and references.

Keywords: Poetry, Poets, Islamic Age, Arab, literature

نظم اور نثر

ادب کی دو قسمیں ہیں نثر اور نظم۔ باب ضرب سے نظم کے لغوی معنی ہیں آراستہ کرنا موتی پرونا۔ بعض ستارے مثلاً ثریا، ٹڈیوں کی ایک قطار اور نظم کیے ہوئے موزوں کلام کو نظم کہا جاتا ہے۔[1] اور باب نصر سے نثر کے لغوی معنی ہوتے ہیں بکھیرنا، نثر میں گفتگو کرنا۔ نظم کی ضد کو نثر کہا جاتا ہے۔[2] نثر اس کلام کو کہتے ہیں جس میں وزن اور قافیہ کی پابندی نہ ہو۔ جبکہ نظم یا شعر اس کو کہتے ہیں جس میں کلام موزون، مسجع و مقفی ہوتا ہے۔ شعر میں بہترین معانی، عمدہ الفاظ دقت تعبیر، حسن خیال اور پختہ اوزان کے ساتھ دلوں پر اثر انداز ہونے کی قوت پائی جاتی ہے۔ شعر حقیقت میں وہ کلام ہے جس سے عقل متاثر ہو، جذبات مغلوب ہوں اور دل مائل ہوں۔ شعری کلام نثری کلام سے بڑھی ہوئی چیز ہے اس کا بہترین لباس اوزان اور قافیے ہوتے ہیں۔[3]

عرب میں شعر کی اہمیت

عرب کے علاقے میں شعر کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ کبھی ایک ہی شعر سے قبیلے کی عزت اتنی بڑھ جاتی کہ وہ اپنا سر اونچا کر کے چلنے لگتا۔ کبھی ایک شعر پورے قبیلے کی عزت خاک میں ملا دیتا۔ عرب میں شعراء کی قدر تھی عرب کے لوگ تین موقعوں پر مبارک باد پیش کرتے تھے۔ لڑکا پیدا ہونے پر، شاعر بننے پر اور گھوڑا جننے پر۔ جزیرۃ العرب میں ایک طرف منادرہ کی حکومت تھی وہ قبیلوں میں اپنی حمایت کے لئے شعراء کو ذریعہ اور وسیلہ بناتے تھے۔[4] شعر کی تعریف اور عرب میں شعری کلام یا کلام نظم کی اہمیت کا علم ہونے کے بعد یہ بتانا ضروری ہے کہ عربی ادب ایک طویل تاریخی ارتقاء پر مشتمل ہے جس میں زمانہ جاہلیت سے لے کر عصر حاضر تک کا زمانہ ہے۔ اس طویل دور میں بہت سارے عرب شعراء پیدا ہوئے جنہوں نے عربی ادب کی ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔ ذیل میں صرف عہد اسلامیین (عہد بنو امیہ) کے شعراء کا تعارف پیش خدمت ہے۔

الاسلامیون

اسلامیین شعراء کا دور حضرت امیر معاویہ کی خلافت سے شروع ہو کر عباسی سلطنت کے قیام (41ھ سے 132ھ) تک رہتا ہے۔[5] انہی شعراء میں عمر بن ابی ربیعہ، اخطل، فرزدق، جریر وغیرہ شامل ہیں۔

1۔ عمر بن ابی ربیعہ

حالات زندگی

عمر بن ابی ربیعہ کا تعلق قریش کی شاخ بنو مخزوم سے تھا۔ ان کو اموی دور کے "شعراء الغزل" میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔ اس کی ماں عیسائی بتائی جاتی ہے۔ لیکن باپ کی طرف سے اس نے ایک معزز اور خوشحال گھرانے میں اس رات کو آنکھ کھولی جس رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا۔ خاندانی وجاہت اور خوشحالی کے باعث اس کی زندگی آغاز ہی سے آسائشوں سے پر تھی۔ طبعیت میں شعر کا ملکہ فطری تھا۔ اس کی شاعری کا موضوع ہمیشہ حسن نسوانی رہا۔ عمر کا انجام نیک ہوا، 93ھ میں وہ جہاد کی ایک سمندری مہم میں شامل ہوا۔ جس کشتی میں وہ تھا اس میں آگ لگ گئی اور وہ جل کر مر گیا۔ اہل عرب شاعری کے علاوہ ہر میدان میں قریش کے معترف تھے اس کی وجہ سے اس میدان میں قریش کا رتبہ مسلم ہو گیا۔[6] عمر بن ابی ربیعہ عورتوں میں رہنا پسند کرتا تھا۔ اگر ایک عورت اسے چھوڑتی تو دوسری کے ساتھ وہ رہتا۔ اس نے بقیہ زندگی مدینہ کے بعد مکہ میں گزاری۔ حج کے دنوں میں وہ اپنا وقت آلات ساز لے کر عورتوں کے ساتھ گزارتا تھا یہاں تک کہ اس نے کہا:

لیت ذا الدهر كان حتما علينا　　كل يومين حجة واعتمارا

"کاش کہ زمانہ ہم پر ایسا ہی رہے ہر دوسرے دن حج اور عمرہ ہو۔"

روایت ہے کہ اس نے نذر مانی کہ وہ جب بھی شعر کہے گا تو ایک غلام آزاد کرے گا۔ ایک دن اس نے طواف کے دوران ایک نوجوان لڑکے کو ایک نوجوان لڑکی کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے دیکھا۔ بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ وہ اس کے چاچا کی بیٹی ہے اور وہ آپس میں محبت کرتے ہیں، لڑکے کے چاچا نے لڑکے سے ایسے حق مہر کا مطالبہ کر دیا جس کو وہ پورا نہیں کر سکتا تھا۔ شاعر لڑکے کو ساتھ لے کر اس کے چاچا کے گھر گیا اور نکاح کا پیغام دیا اور لڑکے کی طرف سے حق مہر ادا کیا۔ اس واقعہ نے اس کی زندگی پر گہرا اثر چھوڑا۔[7]

شاعری کی خصوصیات

1۔ ابن ابی ربیعہ کی شاعری میں یہ خاص ہے کہ اس کی شاعری کا دل سے گہرا تعلق ہے۔ وہ دل کے اندر پہنچ کر رقت طاری کر دیتی ہے۔ اس کے الفاظ بھی آسان فہم ہوتے ہیں۔ مثلا:

نحن الى نعم فلا الشمل جامع　　ولا الحبل موصول ولا انت مقصر

"تو وصال نعم کا مشتاق ہے لیکن نہ تو جدائی ملانے والی ہے اور نہ ہی جڑ سکتی ہے اور نہ ہی تو اس کی محبت سے باز آتا دکھائی دیتا ہے"

2۔ عمر بن ربیعہ اپنی شاعری میں عشقیہ مضامین کثرت سے بیان کرتا ہے عورتوں کے ساتھ محبت کو بیان کرتا ہے۔ مثلا:

ألا ليت ام الفضل كانت قرينتي　　هنا او هنا في جنة او جهنم

"کاش ام الفضل میری رفیقہ بن جائے یہاں یا وہاں، جنت میں یا جہنم میں۔"

3۔ عمر بن ربیعہ ایک عورت باز شخص تھا عورتوں میں رہنا اور ان سے باتیں کرنا اسے بہت پسند تھا۔ اپنی شاعری میں وہ ان کے ساتھ واقعات کو بیان کرتا ہے۔

أشارت لأختيها اعينا على فتى　　أتى زائرا والأمر للأمر يقدر

"تو اس نے اپنی دو سہیلیوں سے چپکے سے کہا تم اس نوجوان کی مدد کرو جو ملاقات کے لئے آیا تھا اور ایک بات کا دوسری بات سے اندازہ لگایا جاتا ہے۔"[8]

5۔ عمر بن ابی ربیعہ اپنی شاعری میں عورتوں کا وصف بہت بیان کرتا ہے چنانچہ اس نے قبیلہ تیم کی بیٹی عائشہ کے بارے میں اشعار کہے اور حسن و جمال میں ہرن کے ساتھ تشبیہ دے کر اس کا وصف بیان کیا۔[9]

يذكرني ابنة التيمي ظبي　　　بردبروضة سهل رباها

"مجھے بنت تیمی کی یاد دلاتا ہے ایک ہرن، جو نرم و ہموار ٹیلوں والے ایک باغ میں آزادانہ چرتا پھرتا ہے۔"

اگلے صفحات میں اخطل، فرزدق اور جریر کا ذکر آئے گا۔ ان تینوں کے پیچھے ایک ایک جماعت تھی جو جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کو افضل قرار دیتی تھی۔ لیکن ہر ایک اپنے فن میں ماہر تھا۔ اخطل مدح اور شراب کے وصف میں، فرزدق فخریہ شاعری میں اور جریر ھجاء اور نسب دانی میں ماہر تھا۔[10]

2۔ الاخطل

حالات زندگی

لسان العرب میں تیز زبان والے کو اخطل کہا گیا ہے۔ احمق بھی اس کا ایک معنی ہے۔ اخطل شاعر تھا اس کا نام اخطل اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس کی زبان تیز تھی [11] ابن سکت سے روایت ہے کہ عتبہ بن الوغل نے سامان اٹھایا ہوا تھا تو وہ اپنی قوم کے پاس

آیا اور مدد طلب کی۔ تو اخطل نے اس سے کلام کیا اس دن وہ بچا تھا تو عتبہ نے کہا کہ یہ لمبی زبان والا بچہ کون ہے یہ بھی روایت ہے کہ غیاث بن غوث نے اس سے کہا کہ اے بچے توں تیز زبان والا ہے پھر اسی دن سے اس کا نام اخطل پڑ گیا۔[12] نام غیاث بن غوث، کنیت ابو مالک، لقب اخطل، قبیلہ بنو تغلب کا عیسائی شاعر تھا۔ شعر گوئی کا آغاز لڑکپن ہی سے کیا۔ بنو تغلب کے مانے ہوئے شاعر کعب بن جعیل سے ٹکر لے کر اس پر غالب آگیا۔ دربار اموی تک اس کی رسائی کا پس منظر کتب میں درج ہے۔ جب یزید نے اقتدار سنبھالا تو اخطل کی خوب پذیرائی ہوئی۔ عبد الملک کے زمانے میں اس کا ستارہ عروج پر پہنچ گیا۔ اخطل نے عبد الملک اور بنو امیہ کی مدح میں بہت قصائد لکھے۔ عبد الملک نے اسے شاعر الخلیفہ کا نام دیا۔ اخطل کو بلا اجازت ہر وقت عبد الملک کے پاس آنے کی آزادی تھی۔ شراب اس کی محبوب ترین شے تھی۔ جریر اور فرزدق کی باہمی چپقلش میں اخطل کی مداخلت بھی پائی جاتی ہے۔ اخطل ولید کے دور حکومت میں ستر برس کے قریب عمر پا کر 95ھ میں فوت ہوئے۔

شاعری کی خصوصیات

1۔ اخطل کی شاعری میں یہ خاص ہے کہ وہ عمدہ مدح بیان کرتا تھا۔ اس نے بنو امیہ کی مدح میں قصائد بیان کیئے ہیں۔ عمدہ مدح کے فن میں وہ مہارت رکھتا تھا مثلاً وہ بنو امیہ کی مدح میں لکھتا ہے:

حشد على الحق عيافوا الخنا أنف   إذا لمت بهم مكروهة صبروا

"وہ حق کی پکار پر لپک کر آنے والے، فحش گفتاری سے نفرت کرنے والے، غیرت مند خوددار لوگ ہیں۔ جب کوئی ناپسندیدہ صورت حال ان پر اترتی ہے تو وہ صبر اختیار کرتے ہیں۔"

2۔ اخطل کی شاعری میں یہ خاص چیز موجود ہے کہ وہ کیفیات شراب کے بیان میں غیر معمولی مہارت رکھتا تھا شراب کے وصف کے بیان میں اسے ملکہ حاصل تھا جیسا کہ

قوم إذا هدر العصير رأيتهم   حمرا عيونهم من المسطار

"یہ ایسی قوم ہے کہ جب شراب جوش مارتی ہے تو تم ان کی آنکھوں کو شراب کے نشہ کی وجہ سے سرخ دیکھو گے۔"

3۔ اخطل کی شاعری میں ہجو میں کم بیہودہ گوئی ہے اس کی شاعری میں بیہودہ گوئی کچھ اس طرح کی ہے:

وإذا نسبت ابن الفريعة خلته   كالجحش بين حمارة و حمار

"جب ابن فریعہ کا نسب بیان کیا جاتا ہے تو تم اس کو ایسا پاؤ گے جیسے گدھے کا بچہ گدھیا اور گدھے کے درمیان ہو۔"

4۔ اخطل انصار کی ہجو میں پیش پیش تھا انصار کی ہجو میں اس کے اشعار کچھ یوں ہیں:

ذهبت قريش بالمفاخر كلها   واللؤم تحت عمائم الأنصار

"سارے فخر قریش کے حصے میں آگئے اور سارے عیوب اور ذلت انصار کی پگڑی کے نیچے آگئی۔"[13]

3۔ الفرزدق

حالات زندگی

فرزدق کا نام ھمام بن غالب بن صعصعہ، لقب الفرزدق، بنو تمیم کی شاخ بنو دارم سے تعلق ہے۔ حضرت عمر کے دور خلافت میں اس کی ولادت ہوئی۔ اس کا دادا عرب کا بڑا نامور آدمی تھا اس کا باپ بھی بڑا معزز سردار تھا۔ فرزدق کو اس خاندانی وجاہت سے فخریہ اشعار کہنے میں مدد ملی۔ فخر کے میدان میں وہ اپنے زمانے کے سب شعراء پر فائق رہا۔ اس کی پرورش بصرہ کے ادبی ماحول میں ہوئی، اس لیے بچپن ہی سے نعت و شعر پر اس کی گرفت مضبوط ہو گئی۔ فرزدق کا اصل جوہر جریر سے ہجو گوئی کی وجہ سے چمکا۔ فرزدق کا دلی رجحان حضرت علی کے خاندان کی جانب تھا۔ 110ھ میں سو برس کے لگ بھگ عمر پا کر فرزدق نے جریر سے

چند ماہ پہلے وفات پائی۔ آخری عمر میں حضرت حسن بصری کے ہاتھ پر جملہ معاصی سے توبہ کر لی تھی۔ فرزدق کے بارے میں آتا ہے کہ اس نے اپنے پاؤں میں بڑی بیڑی ڈال لی اور قسم کھالی کہ قرآن حفظ کرنے سے پہلے اس قید سے نہ نکلوں گا اور اپنی یہ قسم پوری کی۔[14] وہ اہل بہت سے شدید محبت رکھتا تھا۔ اور وہ اہل بہت کے لئے متعصب شیعہ تھا۔ وہ سر عام آل بیت کی مدح کیا کرتا تھا۔ اس کو ایسا کرنے میں کسی کا ڈر خوف نا ہوتا تھا۔ اس کا زیادہ وقت خلافاء، امراء اور ولی عہد کے ساتھ گزرتا تھا۔ اس کے چاہنے والوں میں ایک جریر بھی تھا جب فرزدق فوت ہوا تو جریر کو اس کی وفات کا دکھ ہوا اور اس نے یہ اشعار کہے:

هلك الفرزدق بعدما جدعته   ليت الفرزدق كان عاش قليلا

"فرزدق عیب دار ہو کر فوت ہوا، کاش کہ وہ تھوڑا اور زندگی گزار لیتا۔"[15]

شاعری کی خصوصیات

1۔ فرزدق کی شاعری میں فخریہ پہلو غالب ہے وہ اپنی اصل پر فخر کرتا تھا۔ اپنے اسلاف کے کارنامے بیان کرتا تھا۔ حتیٰ کہ خلفاء کے سامنے بھی کر دیتا تھا۔ فخریہ شعر کی مثال یہ ہے:

هذا الذي تعرف البطحاء وطأته   والبيت يعرفه والحل والحرام

"تم لوگوں کو دیکھو گے کہ جب ہم چلتے ہیں تو وہ ہمارے پیچھے چلتے ہیں اور جب ہم ان کو اشارہ کرتے ہیں تو وہ رک جاتے ہیں"

2۔ فرزدق نے حضرت علی کے خاندان کی حمایت میں قصاید کہے ہیں حج کے موقع پر ہشام خلیفہ نے حضرت علی بن حسین کے رتبے کو کم کرنے کے لیے کہا کہ یہ کون ہے؟ یہ سوال فرزدق کو برا لگا تو اس نے اس پر قصیدہ کہہ ڈالا جس کا مطلع یہ ہے:

ترى الناس إن سرنا يسرنا يسيرون خلفنا   وإن نحن أو مأنا إلى الناس وقفوا

"یہ وہ شخص ہے جس کے قدموں کی چاپ کو سرزمین بطحاء بھی جانتی ہے اور بیت حرم اور حل سب جگہیں بھی جانتی ہیں۔"

3۔ فرزدق کی شاعری کا یہ وصف ہے کہ وہ مدح سرائی میں درمیانہ تھا اور مرثیہ میں تو بہت ہی کمزور تھا۔ مثلاً:

اذا مت فابكيني بما أنا أهله   فكل جميل قلت في يصدق

"جب میں مر جاؤں تو میری شایان شان باتیں یاد کر کے مجھ پر رونا اور ہر عمدہ بات جو تو میرے بارے میں کہے گی لوگ اس کی تصدیق کریں گے۔"

4۔ فرزدق ہجو گوئی میں بھی فحش کلامی کرتا تھا۔ اس کی شاعری میں یہ بات عام ہے کہ وہ وصف بیانی میں جدت کو اختیار کرتا تھا۔ اس پر نمونے کے طور پر یہ شعر ہے:

دعوت بحمراء الفروع كأنها   ذري راية في جانب الجو تخفق

"اس کو میں آگ جلا کر بلایا اس کے شعلے ایسے تھے جیسے فضاء میں لہراتے ہوئے جھنڈوں کے کنارے ہوتے ہیں۔"[16]

4۔ جریر

حالات زندگی

جریر بن عطیہ کا تعلق بنو تمیم کی شاخ بنو کلیب بن یربوع سے تھا۔ یمامہ کے علاقے میں پیدا ہوا اور صحرائی ماحول میں نشو و نما پائی۔ زبان و بیان پر خوب قدرت حاصل کی۔ جریر شعر پر مضبوطی کے بعد بصرہ میں امراء کی مدح کر کے انعام کرام پانے لگا۔ جریر نے بصرہ میں قیام کیا، وہاں کی مشہور سوق "مربد" میں آنے لگا۔ رفتہ رفتہ جریر کے فن کو حجاج بن یوسف کے ہاں پزیرائی ملی۔ بعض نو خیز شعراء جریر کی اس لیے ہجو کرتے تھے تاکہ وہ جواباً ان کی ہجو کہہ دے تو وہ بھی مشہور ہو جائیں گے۔ جریر کی وفات 110ھ میں ہوئی۔[17] جس طرح کے چیلنج زندگی میں جریر کو آئے ہیں اس طرح کے چیلنج جاہلی دور اور اسلامی دور میں کسی

کو نہیں آئے۔ اس کی مہارت کی وجہ سے بہت شدید قسم کا حسد کرتے تھے۔ اسی کے بارے میں اصمعی کہتے ہیں: "تینتالیس شعراء اس سے مقابلہ کرتے اور وہ سب کو پیچھے چھوڑ دیتا، اور وہ ایک ایک سے مقابلہ کرتا۔ فرزدق اور اخطل نے تھوڑا زور دکھایا۔"[18]

شاعری کی خصوصیات

1۔ جریر ہجو گوئی میں مشہور تھا۔ اس کی ہجو گوئی میں تلخیا قسم کی شاعری پائی جاتی ہے مثلاً اس نے فرزدق کی ہجو میں کہا:

لقد ولدت ام الفرذدق مقرنا　　فجاءت بوزار قصير القوادم

"فرزدق کی ماں نے ایک بدنسل بچہ جنا ہے وہ گناہوں میں دبا ہوا اور چھوٹے ہاتھ پاؤں والا ہے۔"

2۔ جریر غزل میں بھی مشہور ہے۔ اس کی غزل حسن اسلوب شیرینی کا درجہ رکھتی ہے۔ مثلاً:

إن العيون التي في طرفها حور　　قتلننا ثم لم يحين قتلان

"ان گہری سیاہ آنکھوں نے ہمیں نہایت بے دردی سے مار ڈالا اور پھر ہمارے مقتولوں کو زندہ بھی نہیں کیا۔"

3۔ جریر کی شاعری میں فخریہ پہلو بھی غالب ہے اس کی فخریہ شاعری کچھ اس طرح کی ہے۔

إذا غضبت عليك بنوتميم　　حسبت الناس كلهم غضبانا

"جب بنو تمیم تجھ پر غصہ ہوتے ہیں تو تو یہ خیال کرتا ہے کہ ساری دنیا تجھ پر غصہ ہے"

4۔ جریر کی شاعری میں عمدہ یہ مرثیہ گوئی بھی ملے گی۔ ایک کامل شاعر میں جو صفات ہونی چاہئیں وہ اس میں کافی حد تک موجود ہیں"[19]

جریر ہجو گوئی میں تو مشہور تھا۔ ایک مرتبہ فرزدق نے ہشام کی ہجو کر دی۔ ہشام جریر کے پاس آ گیا اور اس کو سارا قصہ بتایا تو جریر نے فرزدق کے جواب کے لئے یہ والے اشعار ہشام کے سامنے کہے تا کہ وہ فرزدق کو جواب دے:

غضب الرهط من عدى تشمسوا　　وفي أي يوم لم تشمس رجالها

"بنو عدی کے ایک گروہ پر وہ غصہ ہوا اور جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ اور کس دن ان کے لوگ جنگ کے لئے تیار نہیں ہوتے۔"[20]

5۔ طرماح بن حکیم

حالات زندگی

طرماح بن حکیم طئی قبیلے سے تھا کنیت ابو نفر تھی ان کے دادا کا نام قیس بن جحدر تھا جفنہ قبیلے کے سردار نے اسے قید بھی کر لیا تھا۔[21] دمشق میں پہلی صدی میں پیدا ہوا اور شام میں گمنامی کی زندگی بسر کی۔ کوفہ میں اس کی دوستی ایک ازرقی شیخ سے ہو گئی، اس شیخ کی صحبت میں اس نے اس کا مذہب قبول کر لیا۔ اس کی داستی کمیت بن زید سے بھی ہو گئی حتی کہ دونوں کے مذہب جدا جدا تھے۔ طرماح نے بھی دوسرے شعراء کی طرح امراء کے عطیوں سے زندگی گزاری، جو دیتا اس کی تعریف کرتا اور جو نا دیتا اس کی ہجو کرتا۔ طرماح نے اللہ سے دعا کی کہ وہ بستر پر نہ مرے بلکہ شہادت کی موت آئے۔ لیکن اس کی دعا قبول نہ ہوئی اور وہ 100ھ میں بستر پر ہی مرا۔[22] جب آپ قید میں تھے تو حاتم طائی آپ کے پاس آئے اور آپ کو ان الفاظ میں نصیحت کی:

فككت عديا كلها من إسارها　　فأفضل وشعنى بقيس بن جحدر

أبنوه أبى والأم من أمهاتنا　　فأنعم فدنك اليوم نفسى ومعشرى

"پس تم سب قیدیوں کو رہائی دلا دے اور مجھ کو ترجیع دے اور قیس بن جحدر سے میری سفارش بھی کر۔ تیرا باپ اور میرا باپ اور ماں ہماری ماؤں میں سے ہے، پس تو انعام کر دے اور آج میری جان اور میرا قبیلہ آپ کے قریب ہو گیا ہے۔"[23]

شاعری کی خصوصیات

1۔ طرماح کی شاعری میں یہ چیز خاص ہے کہ وہ ہجو میں اپنا ایک مخصوص طرز رکھتا تھا وہ ہجو میں کسی کی تحقیر وشان گھٹانے میں مبالغہ آمیزی سے کام لیتا تھا۔ مثلاً وہ بنو تمیم کی ہجو کرتے ہوئے کہتا ہے:

لو حان ورد تميم ثم قيل لها　　حوض الرسول عليه الأزد لم ترد

"اگر بنو تمیم کی حوض پر اترنے کی باری آجائے اور ان سے کہا جائے کہ حضور کے حضور کے حوض کوثر پر ازد قبیلہ ہے تو وہ اس حوض پر کبھی نہ جائیں گے۔"

2۔ طرماح شہری تھا وہ دیہاتی ماحول سے ناواقف تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی شاعری میں کچھ بھدے، بے جوڑ اور خام اشعار نظر آئیں گے۔ مثلاً:

صيدحي الضحى كأن نساه　　حيث تجثث رجله في أباض

"صبح کے وقت اس کی آواز بہت بلند ہو گئی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کی "عرق النساء" میں ٹانگ کی جڑ پر رسی بندھی ہوئی ہے"[24]

3۔ طرماح اپنے میزاج کے خلاف بات سننا پسند نہیں کرتا تھا۔ اس کو اپنی تعریف کرنا بہت پسند تھا۔ اس طرح کی خصوصیات اس کی شاعری میں ملیں گی۔ مثلاً:

لقد زادني حبا لنفسى انني　　بغيض الى كل امرء غير طائل

وإني شقي باللئام ولا ترى　　شقيا بهم الا كريم الشمائل

إذا ما رأني قطع الطرف بينه　　وبيني فعل العارف المتجاهل

"اس بات نے میری جان سے میری محبت زیادہ کر دی کہ میں ہر بے کار شخص کے ہاں مبغوض ہوں۔ اور بے شک میں کمینوں کے ہاں بدبخت ہوں اور توں ان کے ہاں معزز لوگوں کو ہی بدبخت دیکھے گا۔ جب توں مجھے دیکھتا ہے تجاہل عارفانہ کرتے ہوئے نظر پھیر لیتا ہے۔"[25]

خلاصۂ بحث

عرب میں شعر پڑھنے کا رجحان بہت زیادہ تھا یہی چیز تو ان کے فخر کا معیار اور ان کو دوسری اقوام سے ممتاز کرتی تھی۔ عرب کی شاعری ایسی تھی کہ مختلف قبائل اس کے ذریعے اپنی برتری منواتے ہوئے نظر آئیں گے۔ اسلامی شعراء تو خود اموی خلیفہ وقت کی مدح میں شعر کہا کرتے تھے۔ ان کی شاعری میں فخریہ پہلو بھی غالب تھا۔ ہجو گوئی میں تو ان کو ایک دوسرے پر مسابقت تھی۔ عشقیہ شاعری کا اثر بھی کافی تھا۔ اس تحقیق سے یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان شاعروں کا ماحول دیہاتی ہوتا تھا اور اس وقت شاعروں کا گڑھ دیہات ہی ہوتا تھا۔

References

[1] , Mawlānā Waheed-ul-Zaman, *Al-Qāmūs al-Wahīd* (Lahore: Idāra Islāmiāt, 2001), 1669.
[2] Mawlānā Abd al-Hafeez, *Misbāh al-Lughāt* (Lahore: Islamic Academy), 853.
[3] Abdul Hameed Nadvi, *'Ahd-e-Nabvī kī Shā'rī* (Bhktal: Council for Research and Broadcasting, 2012), 24.
[4] Nadvi, *'Ahd-e-Nabvī kī Shā'rī,* 26.

[5] Abdul Halim Nadvi, *Tārikh-e-Adab-e-Arabī*(New Delhi: Taraqī-e-Urdu, 1977), I: 76.
[6] Khurshid Rizvi, *Arabī Shā'rī* (University of Punjab, Sheikh Zayed Islamic Center, 2013), 111.
[7]Faiz Muhammad, *Diwān 'Ūmar Ibn Abi Rabi'ah*(Beirut: al-Kitab al-Arabi, 1996),8.
[8] Ahmad Hasan al-Ziyāt, *Tarīkh-e-Adab-e-Arabī* (Lahore: Maktaba Rahmaniya, n.d), 178-181.
[9] Rizvi, *Arabī Shā'rī*, 111.
[10] Karam al-Bustani, *Dewan al-Jarir* (Beirut: 1986), 5.
[11] Ibn Manzoor, Liān al-Arab (Beirut: Dār Sād), 11:210.
[12] Muhammad Nasir al-Din, *Diwan al-Akhtal* (Beirut: Dār al-Kitab al-Ilamiya, 1993), 4.
[13] Al-Ziyāt, *Tarīkh-e-Adab-e-Arabī,* 182, 183
[14] Rizvi, *Arabī Shā'rī,* 128, 129.
[15] Ali Faour, Diwan al-Farzadaq (Beirut: Dār al-Kitab al-Ilamiya, , 1987), 8.
[16] Nadvi, *Tārikh-e-Adab-e-Arabī,* 185-187.
[17]Rizvi, *Arabī Shā'rī*, 134.
[18] Butrus al-Bustani, *Arab Writers in Jahiliyyah and Sadr al-Islam* (Hindawi for Education and Culture, 2013, page 327.
[19] Al-Ziyāt, *Tarīkh-e-Adab-e-Arabī,* 189-191.
[20] Muhammad Ibn Salam Jamhi, *Tabaqāt al-Shu'arā' al-Jāhalīn wa al-Islāmiyīn* (Egypt: Tabaq al-Mahmudiyyah al-Tajariyyah), 210.
[21] Ibn Qutaiba, *Ash'r wa al-Shu'arā'* (Cairo: Dār al-Ma'arif), 585.
[22] Ibn Qutaiba, *Ash'r wa al-Shu'arā'* 192.
[23] Ibn Qutaiba, *Ash'r wa al-Shu'arā'*,585.
[24] Al-Ziyāt, *Tarīkh-e-Adab-e-Arabī,* 194, 195
[25] Muhammad Sadiq, *Itqān al-Farāsta fi Sharh Diwān al-Hamāsa* (Karachi: Maktaba al-Madinah Bab al-Madinah, 2008), 194.